۳۶۴۱۵۳
۷۰ ۵/۲۲ بمبئی

CULTURE HOUSE
OF THE ISLAMIC REP. OF IRAN
33, M. K. Road,
Bombay-400 004.

تنویر آفتاب

جناب باقر بید ہندی
ترجمہ: جناب ابوفائز

ولادت

امام خمینیؒ نے ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ کو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ولادت کے دن شہر خمین کے ایک عالم اور مجاہد گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ آپکے والد آیت اللہ شہید سید مصطفیٰ موسوی۔ ولادت سنہ ۱۲۵۸ھ۔ خمین کی ایک اہم اور معتقد شخصیت مانے جاتے تھے۔ امام خمینیؒ کی ولادت کے ۴ ماہ بیس دن کے بعد آپ کے والد ماجد، جعفر قلی خان اور رضا قلی سلطان خمینی نامی بدمعاشوں کے ہاتھوں ۴۷ سال کی عمر میں درجہ شہادت پر فائز ہوگئے۔ پدر بزرگوار کی شہادت کے بعد آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کی والدہ مکرمہ "بانو ہاجرا احمدی" اور آپ کی پھوپھی "بانو صاحبہ خانم" نے سنبھالی۔ ابھی آپ نے اپنی عمر کی پندرہ بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ سنہ ۱۳۳۶ھ میں چاہنے والی پھوپھی بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئیں اور اس کے کچھ ہی دنوں بعد آپ ماں کی ممتا سے بھی محروم ہوگئے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی میں "میرزا محمود" نامی معلم کی نگرانی میں شروع کی اور تھوڑی ہی مدت میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا، اس کے بعد آپ نے "ملا ابوالقاسم" اور "شیخ جعفر" کے مکتب میں فارسی ادب پڑھا اور نو بنیاد "مدرسہ احمدیہ" میں آقا حمزہ محلاتی سے خوشنویسی کی تعلیم لی۔ آپ ابھی پندرہ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ اس دور کی مروجہ تعلیم سے فارغ ہوگئے۔

گھر کے پاکیزہ دینی ماحول سے لگاؤ نے آپ کو اسلامی علوم کی جانب متوجہ کردیا۔ چنانچہ صرف و نحو، اپنی والدہ کے چچا زاد بھائی "شیخ جعفرؒ" سے پڑھی، اس کے بعد میرزا محمد افتخار العلماء اور اپنے ماموں حاج میرزا محمد مہدی اور اپنے بہنوئی حاج میرزا رضا نجفی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ منطق، سیوطی اور مطول، اپنے بڑے بھائی آیت اللہ سید مرتضیٰ پسندیدہ کے پاس پڑھی۔ مقدماتی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سنہ ۱۳۳۸ھ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے اصفہان جانے کا خیال تھا، لیکن حوزۂ علمیہ قم کے مؤسس آیت اللہ حائری یزدی کی قیادت میں اراک کے نوبنیاد دینی مرکز کی شہرت نے آپ کی توجہ کو اپنی طرف موڑ لیا، لہٰذا آپ سنہ ۱۳۳۹ھ میں اراک تشریف لے گئے اور وہاں شیخ محمد گلپایگانی سے منطق و حدیث اور شیخ عباس اراکی سے شرح لمعہ پڑھی۔ سنہ ۱۳۴۰ھ میں جب آیت اللہ حائری کی ہجرت کے باعث اراک کا علمی مرکز قم منتقل ہوگیا تو آپ بھی اراک میں چار ماہ قیام کے بعد قم آگئے۔

آپ قم کے مدرسہ "دار الشفاء" میں پورے انہماک اور لگن کے ساتھ اسلامی علوم کے اعلیٰ مدارج طے کرنے میں مشغول ہوگئے۔ آپ نے قم میں "مطول" میرزا محمد علی ادیب تہرانی سے اور سطحیات (حوزہ علمیہ کا ایک علمی درجہ) کو آیت اللہ حاج سید محمد تقی خوانساری کی خدمت میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور پھر آیت اللہ حائری مرحوم، آیت اللہ میر سید علی یثربی کاشانی مرحوم، آیت اللہ شیخ محمد رضا نجفی اور آیت اللہ شیخ ابوالقاسم کبیر جیسے جید مجتہدین کے حلقۂ درس میں شامل ہوگئے[1] اور مختصر سی مدت میں اجتہاد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگئے۔ اور حوزۂ علمیہ قم کے بڑے اساتذہ و علمی نوابغ میں شمار ہونے لگے۔ آپ نے علم اخلاق میرزا جواد آقا ملکی تبریزی، صاحب المراقبات سے حاصل کیا ہے۔

فقہ و اصول کی تعلیم کے ساتھ ہی آپ نے آیت اللہ رفیعی مرحوم سے حکمت و فلسفہ اور حاج شیخ علی اکبر یزدی معروف بہ حکیم (وفات سنہ ۱۳۵۴ھ) نیز آیت اللہ شیخ محمد علی شاہ آبادی (وفات سنہ ۱۳۶۳ھ) سے علمی و عملی عرفان اور فلسفہ پڑھا۔

حوزۂ علمیہ قم کے مؤسس، آیت اللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری کے انتقال اور آیت اللہ بروجردی کی قم آمد کے بعد آپ نے آیت اللہ بروجردی کے حلقہ درس کو تقویت پہنچانے کی خاطر معظم لہ کے درس اجتہاد میں بھی شرکت فرمائی۔

[1] امام نے سنہ ۱۳۴۵ سے سنہ ۱۳۵۵ھ تک آیت اللہ العظمیٰ حائری کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا ہے۔ مقدمہ تفسیر دعاء سحر ص ۴

تدریس

۱۳۴۷ھ میں جب کہ آپ کی عمر صرف ۲۷ سال تھی، حوزۂ علمیہ قم میں فلسفہ کا درس دینا شروع کیا امام خمینیؒ فلسفہ کے درس کے لئے کتاب اور شاگردوں کے انتخاب میں پوری توجہ سے کام لیتے تھے، ان کی صلاحیتوں کو پرکھنے کے لئے باقاعدہ طور پر تحریری و تقریری امتحان لیتے تھے۔ ان کے نفوس کی اصلاح اور اخلاقی قوتوں کے رشد و ارتقاء کا پورا اہتمام فرماتے تھے چنانچہ فلسفہ کے ساتھ ہی آپ نے اخلاق کا درس بھی شروع کیا اور آہستہ آہستہ آپ کے درس اخلاق کے شاگردوں میں غیر معمولی اضافہ ہونے لگا۔ شائقین کی کثرت اور ان کی خواہش کے پیش نظر امام نے اس درس کی مدت بڑھا کر ہفتہ میں ایک دن کے بجائے دو دن (پنجشنبہ و جمعہ) مقرر فرما دی۔ آپ کے اس درس کا شہرہ دوسرے شہروں میں بھی پہنچا اور لوگ اس روحانی درس سے مستفیض ہونے کے لئے دور دور سے آنے لگے۔ لیکن پہلوی حکومت امام خمینی کی زبان کی تاثیر اور آپ کے الٰہی بیان سے خوف زدہ ہو گئی چنانچہ پولیس نے اس درس کو بند کرنے کی کوشش کی لیکن اسے امام خمینی کی مزاحمت سے دوچار ہونا پڑا۔ امام خمینی نے فرمایا میں خود سے اس درس کو بند نہیں کروں گا میرا فریضہ ہر صورت میں اسے جاری رکھنا ہے، اگر حکومت اسے بند ہی کرنا چاہتی ہے تو پولیس خود ہی آکر روکے۔

آپ نے ایسے ایسے شاگردوں کی تربیت فرمائی جو قید، جلاوطنی اور شہادت سے ڈرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہری — جو خود بھی اس درس میں شریک ہوا کرتے تھے — اس درس کی تاثیر کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"..... اگرچہ قم میں ہجرت کی ابتداء میں، ابھی مقدماتی تعلیم سے فارغ نہیں ہوا تھا اور معقولات کے درس میں شریک ہونے کے لائق نہ تھا لیکن وہ اخلاقی درس جو ہر پنجشنبہ اور جمعہ کو میری محبوب شخصیت کے ذریعہ بیان ہوتا تھا اور خشک علمی اصطلاحات پر مشتمل درس اخلاق کے بجائے سیر و سلوک اور معارف کا خزانہ تھا، مجھے سرمست کر دیتا تھا، بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ یہ درس مجھے اس قدر وجد و سرور عطا کرتا تھا کہ ہفتہ بھر اس کے اثرات باقی رہتے تھے، میری فکری و روحی شخصیت اسی درس سے — اور ان دوسرے تعلیمات سے جو میں نے اس الٰہی استاد سے بارہ سال کے عرصہ میں حاصل کئے ہیں — تشکیل پائی ہے، میں نے ہمیشہ خود کو ان کا رہین منت

سمجھا ہے اور سمجھا رہوں گا۔ وہ صحیح معنوں میں "مدرسِ قدس الہی" تھے۔[1]

درسِ اجتہاد

امام خمینی نے فقہ و اصول کے اجتہادی درس کا سلسلہ ۱۳۶۴ھ یعنی چالیس برس کی عمر میں، قم میں حضرت آیت اللہ بروجردی کی آمد کے موقع پر شروع کیا، جلد ہی آپ کا حلقۂ درس اس دور کے اہم ترین حلقۂ درس میں تبدیل ہوگیا، حوزہ علمیہ قم کے جید افاضل کا ایک ہجوم آپ کے اردگرد جمع ہوگیا اور آپ کے عمیق اجتہادی بیانات سے فیضیاب ہونے لگا۔ فقہ و اصول کے مختلف ابواب میں آپ کی بحث و گفتگو کا نیا اسلوب اور تحقیق کی جدید روش تمام علما و فضلا کی محفلوں میں موضوعِ سخن بن گئی اور دن بہ دن آپ کے ارادتمندوں کی تعداد بڑھتی گئی۔

تدریس کا اسلوب

چونکہ امام کے درس کی سطح بلند تھی لہٰذا ہر کس و ناکس اس سے مستفید نہیں ہو سکتا تھا، آپ کے درس میں صرف وہی افراد شریک ہوتے تھے جو کئی برس تک دوسرے علماء کے درس اجتہاد سے بہرہ مند ہو چکے ہوتے تھے۔ بحث کے آغاز اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ درس میں موجود افراد کیلئے کسی قسم کا شک و شبہ یا اعتراض باقی نہیں رہتا تھا۔ آپ دوسرے اساتذہ کی طرح سے فلسفہ کو اصولی و فقہی بحثوں میں داخل نہیں کرتے تھے جب کہ آپ خود فلسفہ کے عظیم ترین و اہم ترین استاد[2] مانے جاتے تھے اور اس دور میں فلسفہ میں آپ کا کوئی مثل نہیں تھا لیکن فقہ و اصول پڑھاتے وقت فلسفہ کی طرف ہرگز توجہ نہیں فرماتے تھے، فقہ و اصول کے معینہ دائرہ سے باہر بھی نہیں جاتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اتنا آزاد ذہن ہو کر فقہ و اصول کے مسائل کا جائزہ لیتے تھے کہ اسلاف کی تقلید اور ان کے نظریات کی تکرار کا شائبہ تک نہیں ہوتا تھا اگرچہ آپ علمی بنیادوں اور شیعہ فقہاء کے نظریات کا بے حد احترام کرتے تھے[3]۔ آپ کے تحقیقی اسلوب سے متاثر ہو کر آپ کے شاگردوں میں بھی عمیق اور آزاد تحقیق کی جرأت پیدا ہوگئی اور وہ بزرگوں

---

[1] علل گرائش بہ مادی گری ص۲ - یاد رہے کہ شہید مطہری نے یہ الفاظ اس طاغوتی دور میں تحریر کئے ہیں جب امام رضوان اللہ علیہ کا نام لینا بھی جرم اور قید و بند کا پیش خیمہ بن سکتا تھا۔

[2] استاد محترم آقای جعفر سبحانی نے ایک دن اپنے ←

کے نظریات کا بھرپور جائزہ لینے اور اس کے کمزور و مضبوط پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے بعد بہترین صحیح ترین نظریہ کو انتخاب اور جدید علمی بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

امام خمینیؒ کے شاگرد

آپ نے حوزہ علمیہ قم و نجف میں تقریباً چالیس سال تک معقول و منقول موضوعات کی تدریس کا فریضہ انجام دیا ہے، اور اسلامی علوم کے بے مثال اساتذہ میں شمار ہوتے تھے، آپ تقریر و بیان کی غیر معمولی صلاحیت کے مالک تھے، علمی مسائل کی تحقیق میں آپ کا کوئی جواب نہ تھا۔ اسی لئے آپ کے درس سے بڑی عظیم شخصیتوں نے استفادہ کیا اور آپ کے حلقہ درس سے بڑے اہم محققین ابھرے ہیں اور آج ملک کے گوشہ گوشہ میں تدریس، تحقیق، تصنیف تالیف اور سیاست کے میدان میں اہم کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ "بررسی و تحلیل از نہضت امام خمینی" کے مصنف نے ان علماء کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے جنھوں نے معقول یا منقول یا دونوں میں امام خمینی کے درس سے فیض حاصل کیا ہے۔ ہم یہاں صرف بعض ان شاگردوں کے نام پیش کر رہے ہیں جو اسلامی انقلاب کو پروان چڑھانے کی راہ میں درجہ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں:۔

۱۔ آیت اللہ شہید سید مصطفیٰ خمینی
۲۔ آیت اللہ شہید شیخ مرتضیٰ مطہری
۳۔ آیت اللہ شہید سید علی قاضی طباطبائی
۴۔ شہید محراب آیت اللہ عطاء اللہ اشرفی
۵۔ آیت اللہ شہید سید محمد رضا سعیدی
۶۔ آیت اللہ شہید ڈاکٹر محمد مفتح

درس کے دوران فرمایا کہ میں نے امام کے دروس کو "تہذیب الاصول" نامی کتاب میں اکٹھا کیا تھا، ایک بڑے عالم کے قول کو نقل کرنے کے بعد میں نے لکھا تھا کہ یہ قول "فاسد" ہے۔ جب میں نے یہ کتاب امام خمینی کی خدمت میں اصلاح کے لئے پیش کی تو آپ نے فرمایا، بزرگوں کا احترام ملحوظ رہنا چاہئے، "فاسد" کے بجائے لکھو "ناممکن" ہے۔

آقای سبحانی فرماتے ہیں کہ امام خمینی ایک طرف شیخ عبدالکریم حائری کے شاگرد تھے جو سامراء کے دبستان کی تاسی میں روایتوں اور آیتوں پر کم تر اور عقل و استدلال پر بیشتر زور دیتے تھے اور دوسری طرف آیت اللہ بروجردی کے شاگرد تھے جو فقہاء کے اقوال پر غور و فکر، روایتوں کی اسناد و متون کی چھان بین، سنی فقہاء کے نظریات کے جائزہ اور مسئلہ کی تاریخی تحقیق پر بہت توجہ دیتے تھے۔ امام خمینی اپنے درس میں ان دونوں دبستانوں کی خوبیوں سے پوری مہارت کے ساتھ استفادہ کرتے تھے۔

۷۔ آیت اللہ شہید ڈاکٹر سید محمد حسینی بہشتی
۸۔ آیت اللہ شہید شیخ علی قدوسی
۹۔ آیت اللہ شہید ڈاکٹر محمد جواد باہنر
۱۰۔ شہید محراب آیت اللہ سید اسد اللہ مدنی
۱۱۔ شہید محراب آیت اللہ شیخ محمد صدوقی
۱۲۔ آیت اللہ شہید مہدی ربانی املشی
۱۳۔ حجۃ الاسلام شہید سید عبدالکریم ہاشمی نژاد
۱۴۔ حجۃ الاسلام شہید شیخ حسین حقانی
۱۵۔ حجۃ الاسلام شہید شیخ فضل اللہ محلاتی۔

حوزہ علمیہ قم کی زعامت و مرجعیت

امام خمینی رضوان اللہ علیہ اپنی باعظمت اور ممتاز شخصیت کے مالک ہونے کے باوجود ریاست و زعامت کے خیال میں نہ تھے ۔ آپ نے اپنی شہرت اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے معمولی سے معمولی اقدام بھی نہیں کیا حتیٰ اس دور کے ان اجتماعات سے بھی گریز فرماتے تھے جس سے آپ کی شہرت کا امکان تھا۔ جب آپ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو آگے پیچھے چلنے والوں کو بڑی سختی سے منع فرماتے تھے یہاں تک کہ آیت اللہ بروجردی کی وفات کے بعد اپنا توضیح المسائل چھپوانے کے لئے بھی تیار نہ تھے ۔ جب حوزہ علمیہ قم کے جید علماء نے بار بار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری نظر میں آپ کی اعلمیت مسلم ہے ، اور آپ کی تقلید واجب ہے ، لہٰذا آپ اپنا رسالہ عملیہ ہمیں مرحمت فرمائیں تو امام خمینی نے اس شرط پر اپنا رسالہ عملیہ ان کے حوالے کیا کہ وہ اسے خمس یا دوسروں کی رقم سے شائع نہ کریں ، چنانچہ علماء نے آپ کی یہ شرط منظور کر لی اور خود اپنے خرچ سے اسے چھاپ کر نشر کیا۔ اس طرح وسیلۃ النجاۃ اور عروۃ الوثقیٰ پر حاشیہ کے عنوان سے آپ کے فتوے اور پھر آپ کا رسالہ عملیہ منظر عام پر آیا اور آپ کے مقلدوں کے ہاتھوں تک پہنچا۔ امام خمینیؒ سے قریب ایک بزرگوار اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :۔

"آیت اللہ حکیم کی وفات کے بعد، رات میں لاؤڈ اسپیکروں سے یہ اعلان ہوا کہ آیت اللہ حکیم کا انتقال ہو گیا ہے ۔ اس شب امام خمینی (نجف میں) کوٹھے پر تھے ، اتنے میں رونے کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ اوپر جا کر دیکھا کہ امام خمینی بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں ۔ دوسرے دن امام نے اپنی ڈیوڑھی کے تمام افراد کو جمع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا سب کہہ دو کہ کسی مجلس میں اور کسی جگہ پر ہماری حمایت کرنے اور (مرجعیت کے لئے) ہمارا نام لینے کا حق نہیں ہے ، اگر مصطفیٰ (آپ کے شہید فرزند)

کو طمانچہ مارا جائے، اگر مجھے گالی بھی دی جائے، پھر بھی تم لوگ کچھ نہ بولنا۔ امام نے ہمیں اس طرح کا حکم دیا تھا، امام اپنی مرجعیت کی تبلیغ کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ ان ہی دنوں میں "موصل" اور "کرکوک" سے کچھ افراد امام خمینی کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرتے تھے کہ ہم کس کی تقلید کریں؟ آپ فرماتے تھے، تم لوگ اب تک کس کی تقلید کرتے تھے؟ وہ جواب دیتے تھے آیت اللہ حکیم کی۔ امام فرماتے تھے: ان ہی کی تقلید پر باقی رہو۔ یہ بڑی عظیم اور بڑے دل گردے کی بات ہے کہ کچھ لوگ ایک مرجع کے پاس آئیں اور وہ انھیں اس طرح کا جواب دے۔"[1]

آیت اللہ حکیم کے انتقال کے بعد حوزہ علمیہ قم کے جید علماء و فقہاء نے آپ کی اعلمیت و مرجعیت کا اعلان کر دیا۔ جب اس کی خبر آپ کو نجف اشرف میں آیت اللہ محمد مومن قمی کے ذریعہ ملی، تو آپ نے احتجاج کے انداز میں فرمایا، ان لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔[2]

انقلاب کی قیادت

جہاد و تقویٰ کے اس پیکر نے اپنی پیامبرانہ فاطمیت سے، ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی منحوس بساط الٹ کر ایران میں عظیم ترین اسلامی انقلاب برپا کیا اور بہترین طور پر اس کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کی حکیمانہ و مدبرانہ قیادت نے دنیا کے سیاست دانوں کو حیرت و تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اسلامی انقلاب کے وجود اور اس کی قیادت و رہنمائی میں آپ کا کردار اتنا اہم ہے جسے صرف انبیاء علیہم السلام کی الٰہی دعوت سے ہی موازنہ کیا جا سکتا ہے اگرچہ امام خمینی قدس سرہ کے پاس جو کچھ تھا وہ ان ہی انبیاء عظام علیہم السلام کا عطیہ ہے۔ امام خمینی کی انقلابی قیادت کے طریقہ کار، اس کے امتیازات اور اس کے اثرات و نتائج پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے اس مختصر سے مقالہ میں اسے بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

سیاسی بصیرت

امام خمینی قدس سرہ، سیاسی میدان میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے، آپ کی سیاسی بصیرت

---

[1] فرازہائی از ابعاد روحی، اخلاقی و عرفانی امام خمینی ص ۴۲
[2] سرگذشتہای ویژہ از زندگی امام خمینی جلد ۵ ص ۱۶۱

کے دوست و دشمن سبھی قائل تھے، چنانچہ آج سے دسیوں برس پہلے، آیت اللہ بروجردی جیسے عظیم مراجع سیاسی مسائل میں آپ سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اور بعض مواقع پر سیاسی بنیادیں اور اس کے نقوش بھی آپ ہی معین فرماتے تھے۔ مثلاً جب پردہ وغیرہ کے سلسلہ میں حکومت وقت کے اقدامات کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے آیت اللہ حسین قمی مشہد مقدس سے تہران تشریف لائے اور حکومت نے اپنی کمزور پوزیشن کے باوجود آپ سے بے اعتنائی برتتے ہوئے آپ کی تجاویز ماننے سے انکار کردیا، حکومت کا یہ اقدام، مرجع وقت کی توہین تھی کہ اتنا عظیم مرجع حکومت سے ایک مطالبہ کرے اور حکومت بے اعتنائی سے کام لیتے ہوئے اسے ٹھکرا دے۔ چنانچہ امام خمینی کی قیادت میں کچھ مجاہد علماء نے مرجع وقت کی حیثیت کے تحفظ اور حکومت وقت کو آیت اللہ قمی کے ساتھ برتاؤ پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کرنے کے لئے ایک مہم چلائی اور اسی سلسلہ میں ایک عالم کے ہمراہ امام خمینی آیت اللہ بروجردی کے پاس (جو اس وقت بروجرد میں مقیم تھے) تشریف لے گئے اور انھیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ آیت اللہ بروجردی نے امام خمینی کے مشورہ سے حکومت کے نام ایک سخت پیغام بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر حکومت آیت اللہ قمی کی تجویزوں پر غور نہیں کرتی تو میں تمام لرستانی قبائل کے ہمراہ تہران آرہا ہوں اس پیغام نے حکومت کو اپنے موقف میں تبدیلی لانے پر مجبور کیا۔

آیت اللہ کاشانی اور فدائیان اسلام کی حمایت سے بھی امام خمینی کی سیاسی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر شاہ نے آیت اللہ بروجردی سے بھی لاپرواہی برتی تھی، آیت اللہ آذری قمی کہتے ہیں کہ: ہم لوگ اسی وقت امام خمینی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت آیت اللہ بروجردی سے شاہ کی بے اعتنائی اور آپ کی توہین سے باخبر کیا، امام نے ہمارے جواب میں فرمایا: "اگر آقای بروجردی مجھے اجازت دیں تو میں ایک دن میں پورے ایران کو شاہ کے خلاف کھڑا کرسکتا ہوں"۔ یہ اہم اور حساس جملہ امام نے اس وقت فرمایا ہے جب آپ ابھی حوزہ علمیہ کے صرف ایک فاضل کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور ابھی مرجعیت کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکے تھے۔۔۔۔

مرحوم سید علی وزیری کے یادنامہ میں ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۶۳ھ کا امام خمینی کا ایک اہم بیان خود آپ کے قلم سے موجود ہے جس سے امام خمینی کی شجاعت اور اس کالے دور میں آپ کے جہاد کا پتہ چلتا ہے جب پورے ملک پر گھٹن کی فضا قائم تھی اور کسی میں چوں کرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہم قارئین کی اطلاع کیلئے

اس ۴۶ سالہ قدیمی بیان کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جس سے امام کی شجاعت اور آپ کی اعلیٰ سیاسی بصیرت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بیان یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (پڑھئے اور عمل کیجئے)

قال اللہ تعالیٰ ؛ قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادا

خداوند عالم نے اس کلام میں طبیعت کی تاریک ابتدائی منزل سے انسانیت کی سیر کی آخری منزل کو بیان کر دیا ہے۔ اور بہترین موعظہ ہے جسے خداوند عالم نے تمام مواعظ کے درمیان سے انتخاب کیا ہے اور اس ایک کلمہ کو انسان کے سامنے پیش کیا ہے، یہ کلمہ دونوں جہان کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے، یہ خدا کے لئے کیا جانے والا قیام ہی ہے جس نے ابراہیم خلیل الرحمٰن کو خلت کی منزل تک پہنچایا ہے اور عالم طبیعت کے پر فریب رنگ برنگے جلووں سے آزادی دلائی ہے ؎

خلیل آسا در علم الیقین زن ٭ ندائے لا احب الافلین زن

یہ خدا کے لئے قیام ہی ہے جس نے موسیٰ کلیم اللہ کو ایک عصا کے سہارے فرعونیوں پر غالب کر دیا، اور ان کے تخت و تاج کو فنا کر دیا اور حضرت موسیٰ کو میقاتِ محبوب تک پہنچا کر "صعق وصحو" کے مرتبہ پر فائز کر دیا۔ یہ خدا کے لئے قیام ہی ہے جس نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ کو تن تنہا، جاہلیت کے تمام عقائد و عادات پر غالب کر دیا اور بتوں کو خانہ خدا سے نکال کر اس کی جگہ توحید و تقویٰ کو جاگزین کر دیا اور آپ کی ذات مقدس کو "قاب قوسین او ادنیٰ" کے مقام تک پہنچا دیا۔ (اسی کے برعکس) خود خواہی اور نفس کی طرف پیش رفت نے ہمیں اس تاریک دور میں داخل اور تمام دنیا کو ہمارے اوپر مسلط کر دیا ہے، ہمارے اسلامی ملکوں کو اغیار کا غلام بنا دیا ہے - یہ ذاتی مفادات کے لئے اقدام ہی ہے جس نے اسلامی قوم میں اخوت و وحدت کے جذبہ کا گلا گھونٹ دیا ہے - یہ نفس کا اقدام ہی ہے جس نے ایک کروڑ[1] سے زائد شیعہ آبادی کو اس طرح سے ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے کہ وہ مٹھی بھر شہوت پرست کرسی نشینوں کا چارہ بنی ہوئی ہے۔ یہ نفس کا اقدام ہی ہے جس نے ایک جاہل مازندرانی (رضا خان) کو چند ملین عوام پر مسلط کر دیا ہے کہ وہ ان کی نسل اور معیشت کو اپنی شہوتوں

---

[1] یاد رہے کہ یہ پیغام ۴۶ سال پرانا ہے۔

کا کھلونا بنائے۔ یہ نفس کے لئے اقدام کا ہی نتیجہ ہے کہ آج چند اوباش پورے ملک میں مسلمانوں کی جان مال عزت و آبرو اور ناموس سے کھیل رہے ہیں یہ نفس امارہ کا اقدام ہی ہے جس نے علم و دانش کے مدرسوں کو مٹھی بھر بے وقوف لونڈوں کے حوالے کر دیا ہے اور علمِ قرآن کے مراکز کو فسق و فجور کے اڈوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ اپنی خود غرضی کے لئے اقدام ہی ہے جس نے دینی مراکز و مدارس کے وقفوں کو مفت میں ذلیل اوباشوں کے حوالے کر دیا ہے اور کسی میں اس ظلم کے خلاف زبان ہلانے کی بھی جرأت نہیں رہ گئی ہے۔ یہ نفس کا اقدام ہی ہے جس نے پاکدامن مسلمان عورتوں کے سروں سے چادریں چھنوا دیں اور آج بھی ملک بھر میں یہی خلاف قانون و خلاف دین عمل جاری ہے لیکن کوئی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا۔ یہ ذاتی مفادات کے لئے اقدام ہی کا نتیجہ ہے کہ اخبارات جو فسق و فجور کو بڑھاوا دینے میں پیش قدم ہیں آج بھی ذلیل و بے حیا رضاخان کے سوکھے ذہن سے نکلنے والے منصوبوں پر کاربند ہیں اور عوام کے درمیان اسے پھیلا رہے ہیں یہ اپنی ذات کے لئے اندھی حرکت ہی ہے جس نے بعض غیر قانونی ممبروں کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں دین اور علمائے دین کے خلاف جو چاہیں بکتے رہیں اور کسی میں ان پر انگلی اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہو۔

اے اسلامی روحانیین! اے علماء ربانی! اے دیندار دانشورو! اے مذہب دوست مقررو! اے خداخواہ دیندارو! اے حق پرست خداخواہو! اے شریف حق پرستو! اے وطن خواہ شریفو! اے غیرت مند، نجیب وطن خواہو! خدائے دوجہاں کے موعظہ کو پڑھو اور اس کی پیش کردہ واحد اسلامی راہ کو قبول کرو اپنے ذاتی مفادات سے منہ موڑ لو تاکہ دوجہاں کی سعادتیں تمہیں نصیب ہوں اور دونوں عالم کی شریفانہ زندگی سے ہمکنار ہو سکو۔ ان للّٰہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لہا

آج وہ وقت ہے جب الٰہی و روحانی نسیم چلنے لگی ہے اور اسلامی قیام و انقلاب کا بہترین موقع ہے اگر یہ فرصت اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے، خدا کے لئے قیام نہ کیا اور دینی مراسم پھر سے برقرار نہ کئے تو کل پھر تمہارے اوپر مٹھی بھر شہوت پرست آوارہ عناصر دوبارہ مسلط ہو جائیں گے اور تمہاری ساری عزت و آبرو اور دین و مذہب کو اپنے باطل اغراض و مقاصد کے لئے کھلونا بنائیں گے، آج خداوند عالم کی بارگاہ میں تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ تم سب نے

ایک بے سروپا تبریزی (احمد کسروی) کی کتابوں کو دیکھا کہ اس نے تمہارے تمام دین و مذہب کو اپنے کالم گلوچ کا نشانہ بنایا ہے اور شیعیت کے مرکز میں امام صادقؑ اور امام غائب روحی لہ الفداء کی شان میں اتنی گستاخی کی اور تم لوگوں نے اس کے خلاف ایک لفظ نہ کہا، آج خدا کی عدالت میں تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ یہ کیسی کمزوری اور بے چارگی ہے جس نے تمہیں گھیر رکھا ہے؟

اے جناب محترم! آپ نے جو یہ صفحات اکٹھا کئے ہیں اور ملک کے علماء کے سامنے پیش کئے ہیں بہتر ہے ایک کتاب بھی فراہم کرتے جو ان کے تفرقہ کو دور کر کے انہیں ایک جگہ جمع کرتی اور ان سب کو اسلامی مقاصد کے لئے متحد کرنے کے سبب دستخط لیتے کہ اگر ملک کے کسی گوشہ میں اس قسم کی گستاخی کی جاتی تو پورے ملک میں سب لوگ مل جل کر قیام کرتے۔ بہتر ہے کہ آپ لوگ دینداری کم از کم بہائیوں سے سیکھئے کہ اگر ان کا کوئی فرد کسی دیہات میں بھی رہتی ہے تو اہم مراکز اس سے رابطہ برقرار رکھتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ ذرا سی زیادتی ہو جائے تو ہر جگہ سے اس کی حمایت میں اقدام کرتے ہیں، آپ لوگوں نے شروع ہی میں اپنے حق کے لئے اقدام نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے دینوں اور خیرہ سروں نے سر اٹھایا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں لادینی کا چرچا شروع کر دیا اور جلد ہی وہ آپ سب اختلاف زدہ افراد پر اس حد تک مسلط ہو جائیں گے کہ آپ کو رضاخان کے دور سے بھی برے دور کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ

۱۱ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ سید روح اللہ خمینی

ہم اس مختصر سے مقالہ میں امام خمینی کے سیاسی اقدامات کا صرف ایک اجمالی خاکہ ہی پیش کر سکتے ہیں کیونکہ انھیں تفصیل سے بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔

امام خمینی نے شاہی پارلیمنٹ میں اسلام مخالف بل پاس ہونے کے خلاف ۸ مئی ۱۹۶۲ء کو ایک اعلان جاری کیا۔ ۱۹۶۲ء ہی میں شاہ و ملت کے نام نہاد انقلاب کے بعد امام نے متعدد بیانات جاری کئے اور عوام کو ظاہر فریب اور اسلام دشمن تجاویز کے حق میں ووٹ دینے سے منع کیا اور انھیں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی دعوت دی، اس وقت کے وزیر اعظم

"علَمؒ" کو ایک خط لکھ کر حکومت کے اسلام دشمن اقدامات اور پارلیمنٹ میں پاس ہونے والے پرفریب بلوں کے سلسلہ میں متنبہ کیا۔ اور سنہ ۱۹۶۳ء میں شاہ و ملت کے نام نہاد انقلاب کے خلاف احتجاج کے طور پر اس سال عید نوروز کے دن خوشی کے بجائے یوم غم منانے کا اعلان کر دیا۔ مدرسۂ فیضیہ میں شاہی جلادوں کے ہاتھوں علماء و طلباء کے قتل عام کے بعد اپریل سنہ ۱۹۶۳ء کو آیت اللہ خوئی کے نام ایک ٹیلی گرام میں آپنے اعلان کیا کہ شاہی گماشتوں نے چنگیز و ہلاکو کے سپاہیوں کو بھی مات دیدی!

امام خمینی نے سنہ ۱۹۶۳ء میں عاشور کے دن مدرسہ فیضیہ میں ایک تاریخی تقریر کے دوران شاہ کی اسلام دشمنی حرکتوں کو فاش کیا اور اسے وارننگ دی کہ اپنی اسلام دشمن حرکتوں سے باز آجا ورنہ وہ عوام کو حکم دے دیں گے کہ وہ اسے ملک سے نکال باہر کریں۔ اس تقریر کے بعد ۳۔ جون سنہ ۱۹۶۳ء کو قومی سلامتی کے خلاف اقدام! کا الزام عائد کر کے آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی اور عوام اپنے محبوب قائد کی گرفتاری کے خلاف اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ ۵۔ جون تک اس احتجاج نے عظیم مظاہروں کی شکل اختیار کر لی، حکومت نے بوکھلا کر عوام پر اندھا دھند فائرنگ کر دی، ایک محتاط اندازہ کے مطابق اس دن قم تہران، ورامین اور تبریز وغیرہ میں کم از کم پندرہ ہزار افراد نے جام شہادت نوش کیا۔

۵۔ جون کے اس المیہ نے تحریک کو ایک نیا رخ دیا اور امام خمینی نے اس دن کو ہمیشہ کے لئے یوم غم قرار دے دیا۔ عوام اور علماء کے دباؤ کے تحت حکومت نے آپ کو ۲۔ اگست سنہ ۱۹۶۳ء کو آزاد کر دیا۔

سنہ ۱۹۶۴ء میں آپ نے کیپچولیشن کے خلاف ایک بہت سخت تقریر فرمائی ہے اور عوام کو حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں آپ کو ۴۔ نومبر سنہ ۱۹۶۴ء کو گرفتار کر کے ترکیہ اور پھر سنہ ۱۹۶۵ء میں وہاں سے نجف اشرف جلا وطن کر دیا گیا تاکہ نجف کے جید علماء میں آپ گم ہو جائیں لیکن آپنے وہاں بھی اپنی علمیت و ذکاوت کا لوہا منوا لیا اور نجف ہی سے انقلاب کی قیادت کرتے رہے جبکہ شاہی حکومت نے عراق سے امام خمینی کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا اور بعثی حکومت نے آپ کو شاہ کے خلاف اقدامات سے روکنے کی بھرپور کوشش بھی کی لیکن امام نے ان چیزوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھا۔

سنہ ۱۹۷۵ء میں آپ نے رستاخیز پارٹی کے خلاف سخت بیان جاری کیا اور حضرت ابراہیم کی

طرح اپنے قلم کے تیر سے طاغوت اور طاغوتیوں پر حملہ آور ہوئے۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں فرانسیسی جریدہ "لموند" کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ وہ ایران پر حاکم موجودہ نظام کے مخالف ہیں اور اس کی جگہ ایک اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ۵ جون ۱۹۷۸ء کو آپ نے ایک بیان میں عام ہڑتال کا مطالبہ کیا۔

آپ کے فرزند (شہید آیت اللہ مصطفیٰ خمینی) کی مشکوک شہادت اور روزنامہ اطلاعات میں "ایران و استعمار سرخ و سیاہ" کے عنوان سے ایک توہین آمیز مقالہ کی اشاعت کے بعد انقلاب ایک نئے مرحلہ میں داخل ہو گیا۔ آپ نے شاہی نظام کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لئے قوم سے شب برات وغیرہ جیسے مذہبی جشن نہ منانے کی اپیل کی۔ جنوری سنہ ۱۹۷۸ء میں قم کے مظاہرہ میں شہید ہونے والوں کے سلسلہ میں آپ نے ایک بیان جاری فرمایا اور اس کے بعد مظاہروں میں شہید ہونے والوں کی یاد میں منائے جانے والے یکے بعد دیگرے چہلموں کی مناسبت سے جاری کئے گئے بیانات میں آپ نے قوم کو ملی قیام کی دعوت دی اور مسلح افواج کو بھی عوام سے مل جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۸ ستمبر سنہ ۱۹۷۸ء کو تہران کا خونین المیہ رونما ہوا جس میں تقریباً ۵ ہزار افراد شہید ہوئے اس سانحہ کے بعد امام خمینی قدس سرہ نے ایران کی سفاک شاہی حکومت کے خلاف ایک سخت بیان جاری فرمایا اس کے بعد سے شاہی حکومت بڑی تیزی سے سقوط و زوال کی جانب بڑھنے لگی ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۷۹ء کو خائن شاہ نے ملک سے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

ایران کے شاہی نظام اور عراق کی بعثی حکومت کے درمیان مفاہمت ہو جانے کے بعد امام خمینی پر اس قدر دباؤ بڑھ گیا تھا کہ اب عراق میں رہ کر انقلابی سرگرمی ممکن نہ تھی، لہٰذا آپ نے نجف چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا، نجف چھوڑنے اور کویت میں داخلہ پر پابندی عائد ہو جانے کے بعد آپ پیرس تشریف لے گئے اور ہزاروں میل دور سے تحریک کی کامیاب رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ پہلی فروری سنہ ۱۹۷۹ء کو پیرس سے ایران تشریف لائے اور ایک عبوری حکومت کی داغ بیل ڈالی اور ۱۱ فروری سنہ ۱۹۷۹ء (۲۲ بہمن سنہ ۱۳۵۷ ش) کو انقلاب کامیاب ہو گیا اور ڈھائی ہزار سالہ شاہی نظام نیست و نابود ہو گیا۔

انقلاب میں امام خمینی کی کامیابی کا راز

امام خمینی نے اتنی تعجب خیز کامیابی کیسے حاصل کی

ان کی اس بے مثال فتح وظفر کا کیا راز ہے۔ یہ وہ سوال ہے جو ہر شخص کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ ہم یہاں بطور اختصار چند امور کو بیان کر رہے ہیں جنھیں امام خمینی کی فتح و ظفر کا راز قرار دیا جا سکتا ہے:۔

(۱) مبداء و معاد، خدا و آخرت پر راسخ ایمان، عوام پر بھرپور اعتماد اور اپنے ہدف و مقصد پر پختہ یقین۔

(۲) اپنے مقدس ہدف و مقصد کی راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کی آمادگی، چنانچہ آپ اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنے سینہ کو تمہاری گولیوں کے لئے تیار کر لیا ہے لیکن تمہارے ظلم و ستم کے سامنے سر جھکانے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔"

آپ درس کے بند ہو جانے، قید و جلاوطنی، اپنی اور اپنے فرزندوں کی شہادت وغیرہ سے ہرگز ہراساں نہیں تھے۔ اپنے مقدس مقصد کی راہ میں ان تمام مصیبتوں کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال فرماتے تھے۔

(۳) شجاعت۔

(۴) نظم و ضبط۔

(۵) عمیق سیاسی بصیرت۔

(۶) انقلابی اور جاں نثار شاگردوں کی تربیت۔

(۷) مرجعیت

(۸) فرعی مسائل کی طرف توجہ دینے کے بجائے فساد و تباہی کی اصلی علت یعنی خود شاہ کو نشانہ بنانا اور دشمن کے کمزور پہلو کو پہچان کر اسی نقطہ پر ضرب لگانا چنانچہ آپ ایک بیان میں فرماتے ہیں: "شاہ دوستی یعنی غارت گری" یا ایک تقریر میں خود شاہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "تجھے نکال باہر کرنے کا حکم دے دوں گا۔"

(۹) موثر اور دلوں میں اتر جانے والی زبان و قلم۔

(۱۰) عوام سے محبت اور عشق کی حد تک ان سے لگاؤ (حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم)

(۱۱) اعلیٰ ہمت اور بلند حوصلہ۔

(۱۲) مقصد کی راہ میں ثبات قدم۔

(۱۳) تقویٰ و اخلاص۔ اسی تقویٰ و اخلاص کا نتیجہ تھا کہ خدا کی غیبی مدد ہمیشہ انقلاب کے ساتھ تھی، اس سلسلہ میں اسلامی جمہوریہ ایران کے موجودہ عظیم الشان قائد حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے ۸ جون ۱۹۸۹ء کو انقلابی گارڈ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

> "موجودہ سالِ نو کے آغاز سے پہلے ہم بعض دوستوں کے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ہم لوگوں کا اصرار تھا کہ امام عید کے ایام میں عوام سے ملاقات کریں لیکن امام قبول نہیں فرما رہے تھے۔ عید نوروز کے دو تین روز بعد امام خمینی کو ہارٹ اٹیک ہوا جس کا فوری علاج ہوا اور خطرہ دور ہو گیا، اس کے بعد جب میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ کتنا اچھا ہوا کہ آپ نے عوام سے ملاقات کرنے کے سلسلہ میں ہم لوگوں کی درخواست منظور نہیں فرمائی کیونکہ آپ اپنی اس بیماری کے پیش نظر پہلے پروگرام کے مطابق عوام سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے اور دنیا پر اس کا بڑا غلط اثر پڑتا۔ امام نے فرمایا: "جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، ایسا لگتا ہے کہ انقلاب کے آغاز ہی سے ایک غیبی ہاتھ ہمارے ساتھ ہے جو تمام مسائل میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔"

تالیفات

مرجع جہان اسلام، حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی صرف درس و تدریس و ہونہار شاگردوں کی تربیت اور ملک و مذہب کے دشمنوں کے خلاف جہاد ہی میں یکتائے روزگار نہیں ہیں بلکہ آپ نے علمی و تحقیقی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور علمی جہاد میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی مفید اور علمی کتابوں کے مطالعہ سے معظم لہ کی بے مثال علمی و تحقیقی شخصیت اور آپ کی فکر و نظر کی گہرائی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ امام خمینی کے تالیفات کیفیت کے ساتھ ہی ساتھ کمیت کے اعتبار سے بھی تعجب خیز ہیں۔ آپ کے دفتر کے ایک ذمہ دار شخص حجۃ الاسلام انصاری کے بقول امام خمینی کے تین سو غیر مطبوعہ آثار جو ساواک کی دسترس سے محفوظ رہ گئے ہیں، عنقریب منظر عام پر آئیں گے، ہم یہاں نمونہ کے طور پر امام کے صرف چند آثار کے ذکر پر ہی اکتفا کرتے ہیں:۔

١ مصباح الهدایہ ۔ یہ کتاب عرفانی و عقلی مسائل سے تعلق رکھتی ہے ۔ حضرت امامؒ نے یہ کتاب ۲۷ سال کی عمر میں تحریر فرمائی ہے ۔

٢ مختصر فی شرح دعاء المتعلق بالسحر ۔

٣ اربعین حدیث ۔ سات حدیثیں عقلی مسائل سے مربوط ہیں اور بقیہ ۳۳ حدیثیں اخلاقیات کے بارے میں ہیں ۔ امام نے یہ کتاب "معراج السالکین" سے پہلے لکھی ہے ۔

٤ تحریر الوسیلہ ۔ یہ فقہی کتاب امام خمینی نے ترکیہ میں جلاوطنی کے دوران لکھی ہے ۔

٥ البیع ۔ نجف اشرف میں امام خمینی کے تحقیقی دروس کا مجموعہ ہے جس کی پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں ۔ ان ہی دروس کے ضمن میں امام نے ولایت فقیہ کی بحث بھی چھیڑی تھی جسے جداگانہ طور پر "ولایت فقیہ" کے عنوان سے مختلف زبانوں میں شائع کیا جا چکا ہے ۔

٦ کتاب الطہارۃ ۔ اس کی تین جلدیں چھپ چکی ہیں ۔

٧ الرسائل ۔ دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں ۔

٨ اسرار الصلوٰۃ یا معراج السالکین ۔ یہ کتاب ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۸ھ کو مکمل ہوئی ہے

٩ رسالۃ فی الطلب و الارادہ

١٠ آداب الصلوٰۃ

١١ شرح حدیث رأس الجالوت

١٢ شرح حدیث جنود عقل و جہل

١٣ کشف اسرار ۔ سنہ ۱۳۶۲ھ میں تہران سے شائع ہوئی ہے ۔ یہ کتاب ، حکمی زادہ کی "اسرار ہزار سالہ" کے جواب میں ہے ۔

١٤ نیل الاوطار فی بیان قاعدۃ لاضرر و لاضرار

١٥ حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ

١٦ جہاد اکبر

١٧ تعلیقہ علی شرح فصوص الحکم و مصباح الانس

١٨ حاشیہ بر مفاتیح الغیب

۱۹ تہذیب الاصول

۲۰ رسالۃ فی الاجتہاد والتقلید

۲۱ تفسیر سورہ حمد

۲۲ حاشیہ بر اسفار

امام خمینی کے امتیازی صفات

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے صفات و کمالات اور اخلاقی خصوصیات، بیان کرنے کے لئے عمر نوحؑ اور زبان موسیٰؑ چاہیئے۔ ہم جیسوں کے لئے اس سمندر کو کوزہ میں سمیٹنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن اس مقولہ کے پیش نظر کہ "مالایدرک کلہ لایترک کلہ" امام کے بعض امتیازات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

① بے جا بحث سے پرہیز: آیت اللہ ابراہیم امینی نے اپنے ایک انٹرویو کے دوران فرمایا ہے: امام خمینی کی ایک صفت یہ تھی کہ وہ بحث و گفتگو میں مناظرہ، جدال اور خودنمائی سے ہمیشہ اجتناب فرماتے تھے۔

② مریض کی عیادت: آیت اللہ ابراہیم امینی ہی کا بیان ہے کہ: میں ایک ماہ بیمار تھا، مدرسہ حجتیہ کے ایک کمرہ میں پڑا ہوا تھا اس وقت میری کوئی حیثیت نہ تھی ایک گمنام طالب علم تھا، جب امام خمینی کو میری علالت کی اطلاع ملی تو وہ ہر چہار شنبہ کو ہمارے ایک دانشور دوست کے ہمراہ میری عیادت کے لئے آیا کرتے تھے۔

ایک دوسرے عالم دین امام خمینی کے اخلاقی اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب سے میں علالت کے باعث، خانہ نشین ہوا ہوں، سب نے مجھے بھلا دیا ہے، یہ صرف امام خمینی ہیں جو میری مدد کرتے رہتے ہیں۔

③ وقت کا صحیح مصرف: آیت اللہ سید عباس خاتم یزدی فرماتے ہیں: امام کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے گراں بہا وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے تھے۔

④ غیبت سے گریز: امام سے قریب رہنے والوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ جس چیز پر امام خمینی کے تمام دوستوں کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ امام خمینی عنفوان شباب ہی سے کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے۔ جس بزم میں آپ موجود ہوتے تھے کسی کو غیبت کی اجازت نہیں دیتے تھے، اگر کوئی شخص

کسی کی غیبت شروع کرتا تھا تو آپ فوراً موضوع سخن بدل دیتے تھے۔

آیت اللہ شبیری زنجانی کا بیان ہے کہ امام خمینی اپنے ہم عصر دوستوں کی ایک سیاسی میٹنگ رکھا کرتے تھے جس میں آیت اللہ زنجانی، آیت اللہ میرزا عبداللہ مجتہدی، آیت اللہ سید احمد لواسانی، آیت اللہ محمد صادق لواسانی پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے، اس میٹنگ میں شریک ہونے کی دو اہم شرط یہ تھی کہ کسی کی غیبت نہ کی جائے اور علمی بحث نہ چھیڑی جائے (بظاہر ان دونوں شرطوں کا یکجا ہونا بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے)

حجۃ الاسلام توسلی کہتے ہیں: ۱۹۶۳ء کے حوادث سے پہلے کچھ طلبہ امام خمینی کی ڈیوڑھی میں علمی بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ بحث و گفتگو کے دوران بعض اوقات کچھ علماء پر تنقید بھی کرنے لگتے تھے۔ ایک دن شہید آیت اللہ مصطفیٰ خمینی نے ان طلبہ کو امام خمینی کا یہ پیغام سنایا کہ: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ لوگ یہاں پر بعض علماء کی غیبت اور ان کی توہین کرتے ہیں، میں قطعی راضی نہیں ہوں کہ یہاں کسی کی غیبت یا توہین کی جائے۔

(۵) مکروہات سے پرہیز: امام کے ایک مصاحب کا بیان ہے کہ: ایک دن امام خمینی نے گھر میں بچھائے گئے ایک قالین کو ہٹانے کے لئے کہا کیونکہ اس قالین پر جانوروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے جہاں جانوروں کی تصویریں ہوں۔

(۶) مستحبات پر عمل: امام خمینی سے قریب رہنے والوں کا بیان ہے کہ امام اتنی تمام سیاسی سرگرمیوں کے باوجود نوافل و مستحبات سے ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے تھے حتی چہل قدمی کے وقت بھی تسبیح و زیارت پڑھتے رہتے تھے۔ امام دن میں کئی مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ آپ عام طور سے نماز صبح کے بعد نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشا کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اس کے علاوہ بھی آپ کو جب کبھی موقع ملتا اس الٰہی استحباب کو بجالاتے تھے، بارہا ایسا ہوا کہ ہم امام کی خدمت میں کسی کام کے لئے حاضر ہوئے اور آپ کو تلاوت قرآن کریم میں مشغول پایا۔ آپ نجف اشرف کے قیام کے دوران ماہ رمضان میں اپنے تمام مصروفیات کے باوجود روزانہ دس بارہ پارے تلاوت فرماتے تھے۔

امام کے فرزند کا بیان ہے کہ ایک شب میری آنکھ کھلی تو کسی کے گریہ و زاری کی آواز میرے کانوں

سے ٹکرائی۔ جب میں نے اٹھ کر غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ امام ہیں جو رات کی تاریکی میں نماز شب پڑھ رہے ہیں اور آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے رو رہے ہیں۔ ماہ رمضان میں آپ کا وتیرہ یہ ہوا کرتا تھا کہ تمام رات، صبح تک نماز و دعا میں مشغول رہتے تھے۔ نماز صبح کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے تھے اور اس کے بعد اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے۔

آپ کی نماز شب کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی عمر کے آخری لمحات میں بھی اسے ترک نہ فرمایا اور اسپتال میں آپریشن سے پہلے اور بعد بھی اشارے سے پڑھتے رہے۔ ملت ایران نے آپ کی اس عارفانہ زندگی کا مشاہدہ خفیہ کیمرے کے ذریعہ لی گئی فلم کے ذریعہ کیا جسے اسلامی جمہوریہ ایران کے ٹیلی ویژن پر اکثر دکھایا گیا ہے۔

حجۃ الاسلام سید احمد خمینی ناقل ہیں: جس دن شاہ نے ایران چھوڑا ہے، ہم لوگ "نوفل لوشاتو" میں تھے۔ تقریباً تین چار سو نامہ نگار امام کی قیام گاہ کے اردگرد بھیڑ لگائے ہوئے تھے، اور امام سے انٹرویو لینے کے لئے بے قرار تھے۔ وہاں ایک تخت لاکر رکھا گیا، امام اس پر کھڑے ہوئے اور انٹرویو شروع ہوگیا، کیمرے حرکت میں آگئے، طے یہ ہوا تھا کہ چند نامہ نگار مل جل کر ایک سوال کریں۔ ابھی دو ہی تین سوال ہوئے تھے کہ نماز ظہر کی اذان کی آواز بلند ہوئی امام فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا نماز ظہر کی فضیلت کا وقت گزر جائے گا۔ حاضرین کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ امام نے بلا جہت انٹرویو ادھورا کیوں چھوڑ دیا؟ کسی نے امام سے درخواست کی کہ چند منٹ اور رک جائیے تاکہ کم از کم چار پانچ سوال اور ہو جائیں، امام نے غصہ سے جواب دیا ہرگز نہیں اور یہ کہہ کر چلے گئے۔

امام اپنی زندگی میں معمولی سے معمولی مستحبات کو بھی ترک نہیں فرماتے حتٰی اٹھنے بیٹھنے، گھر مدرسہ اور مسجد میں داخل ہونے کے آداب کی بھی مکمل رعایت فرماتے تھے۔

خواہر دباغ (اسلامی پارلیمنٹ کی خاتون رکن) کہتی ہیں، میں نے جمعہ کے دن پیرس میں امام خمینی کی خدمت میں عرض کیا کہ امریکی ٹیلی ویژن کے کچھ اہم نامہ نگار آپ سے انٹرویو کے لئے آئے ہیں۔ اس وقت ہم لوگوں کے لئے یہ بڑی اہم بات تھی کیونکہ اس طرح ہم پوری دنیا میں اپنی آواز پہنچا سکتے تھے۔ لیکن امام نے فرمایا: یہ جمعہ کے اعمال بجا لانے کا وقت ہے، انٹرویو کا وقت نہیں ہے۔

جب آپ جمعہ کے مستحبی اعمال بجالا چکے تو فرمایا کہ اب میں انٹرویو کے لئے تیار ہوں۔

(۷) مخالفوں سے برتاؤ : حجۃ الاسلام شیخ عبدالعلی قرہی ناقل ہیں کہ امام خمینی نے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک شخص یہاں نجف میں میرے پاس آیا اور جتنا اس سے ممکن تھا اس نے مجھے برا بھلا کہا، لیکن وہ جب تک نجف میں مقیم تھا میں اس کے خرچ کے لئے پیسہ بھیجا کرتا تھا۔" تقریبا ویسا ہی برتاؤ جیسا حضرت علیؑ اور امام حسنؑ اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

(۸) راہ خدا میں انفاق : خمین میں آپ کے پاس پدر بزرگوار کی میراث سے ملنے والی کچھ زمین تھی۔ اس کے متعلق آپ نے اپنے نمائندہ حجۃ الاسلام حیدر علی جلالی کو لکھا کہ آپ میری طرف سے وکیل ہیں کہ میری زمینوں کو (اگرچہ ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے) جس طرح مناسب سمجھیں غریبوں میں تقسیم کردیں اور انھیں ان زمینوں کا مالک بنا دیں خواہ ان زمینوں پر مکان بنے ہوں یا خالی ہوں۔

(۹) غریبوں پر توجہ : حجۃ الاسلام کریمی (امام خمینی کی مجلس استفتاء کے رکن) فرماتے ہیں: ایک شب کوئی فقیر کسی غرض سے آپ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا، ڈیوڑھی کے انچارج نے اس سے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ امام خمینی جو دور سے اپنی ڈیوڑھی کی نگرانی فرماتے رہتے تھے، جب آپ زیارت کے ارادہ سے مجلس برخواست کرکے اٹھے اور ڈیوڑھی کے دروازہ پر پہنچے تو آپ نے ڈیوڑھی کے انچارج پر سخت اعتراض کیا اور فرمایا: یہ کیسا برتاؤ تھا؟ اس نے جواب دیا: یہ شخص کل آچکا تھا (اور اپنی حاجت برطرف کر چکا تھا) اور اس سے پہلے بھی یہ پیسے لے جا چکا ہے۔ امام نے فرمایا: آنے دو، وہ محتاج ہے، ضرورت مند ہے، اس کی حاجت ہی نے اسے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔ "صاحب الحاجۃ اعمیٰ لایریٰ الاحاجتہ" یا اس کی ضرورت کو پورا کرو اور یا خوش بیانی سے اسے راضی کرو۔ عوام کو ناراض نہ کرو۔

(۱۰) ائمہ اطہارؑ سے عشق : آپ کو اہل بیتؑ عصمت و طہارت سے غیر معمولی عشق تھا، معصومین علیہم السلام کی قبر مطہر کی زیارت، زیارت جامعہ کبیرہ کی تلاوت، خاندان رسول خداؐ خاص طور سے سید الشہداء ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام کی مجلس عزا میں گریہ و بکا، اور اپنے بیانات میں مجالس عزا اور عزاداری کی اہمیت اور اس کے انعقاد پر زور یہ وہ چیزیں ہیں جن کے

بارے میں امام خمینی سے قریب رہنے والے سیکڑوں دلگداز اور ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہیں۔ اگر آج اسلامی ایران کے گوشہ گوشہ میں دعائے ندبہ، دعائے توسّل اور دعائے کمیل وغیرہ کے عظیم اجتماعات نظر آتے ہیں تو یہ سب اہل بیت اطہار علیہم السلام سے امام خمینی اور دیگر بزرگوں کے والہانہ عشق ہی کا نتیجہ ہے۔

(۱۱) ہم عصر علماء اور اساتذہ کا احترام : حضرت امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے سامنے جب آپ کے اساتذہ کا نام آتا تھا تو آپ ان کے احترام و تکریم میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ ہم عصر علماء کی عزت و تکریم کے سلسلہ میں حجۃ الاسلام سید عباس مہری فرماتے ہیں : آقائے حکیم کے انتقال کے بعد میں تعزیت پیش کرنے کے لئے (کویت سے) نجف آیا ہوا تھا، چنانچہ میں امام خمینی کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، اس شب، شب عید غدیر تھی، میں نے دیکھا اس شب امام خمینی کے گھر میں (غدیر کی خوشی) کا چراغاں نہیں ہے، میں نے سلام کر کے آپ کے دست مبارک کا بوسہ لیا اور عرض کیا آج عید غدیر ہے، لوگ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں تاکہ آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیں اور آپ نے چراغاں کیا ہے اور نہ ہی باہر نکل رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے کیسی ہستی کو ہاتھ سے کھویا ہے! ہم آیت اللہ حکیم سے محروم ہوئے ہیں۔ کیا ایک سال تک بھی اس ہستی کا احترام نہیں کرنا چاہئے؟ کیا یہ خوشی و مسرت کا موقع ہے؟ کیا آقای حکیم کے چلے جانے کے بعد ہمیں خوشی منانی چاہئے؟ ہم سب پر واجب ہے کہ اس عظیم ہستی کا احترام کریں۔

حجۃ الاسلام امامی کاشانی ناقل ہیں کہ، قم کے ایک طالب علم کو آیت اللہ بروجردی پر کچھ اعتراض تھا، درس کے بعد امام خمینی اس طالب علم کو ایک کنارے لے گئے اور فرمایا تم آیت اللہ بروجردی کی اعلمیت اور تقویٰ میں شک نہ کرو، امام پوری سنجیدگی کے ساتھ اس سے گفتگو فرما رہے تھے، اس وقت مجھے احساس ہوا کہ امام خمینی، آیت اللہ بروجردی کا کس قدر احترام فرماتے تھے۔

حجۃ الاسلام شیخ عبد العلی قرہی اس سلسلہ میں فرماتے ہیں : ایک دن نجف اشرف میں امام خمینی کو یہ اطلاع دی گئی کہ بعثی حکومت کے نمائندے بغداد سے آئے ہوئے ہیں تاکہ آیت اللہ شاہرودی کو بغداد لے جا کر وہاں ان پر مقدمہ چلائیں۔ جیسے ہی امام کو یہ خبر ملی آپ نے فوراً ہی مجھ سے کہا جاؤ، آیت اللہ شاہرودی کے گھر جا کر صحیح حالات دریافت کرو۔ میں آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے آیت اللہ

شاہرودی کے گھر گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ واقعاً ماجرا ایسا ہی ہے اور وہ لوگ بڑی بے حیائی کے ساتھ ایک مرجع تقلید کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ امام نے مجھے راتوں رات کربلا جانے کا حکم دیا کہ کربلا کے گورنر کو آپ کا پیغام پہنچا دوں۔ میں رات کے وقت گورنر کے گھر پہنچا اور امام کا پیغام من وعن گورنر تک پہنچا دیا۔ افسوس ہے کہ مجھے اس وقت امام کا پورا پیغام یاد نہیں ہے، لیکن مختصر یہ کہ امام نے اس پیغام میں آیت اللہ شاہرودی مرحوم کی اتنی تعریف کی تھی اور ان کی اتنی عظمت بیان کی تھی کہ گورنر کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور اس نے اسی وقت وعدہ کیا کہ میں اس مشکل کو حل کروں گا۔ اور ایسا ہی ہوا بھی، دو تین دن کے بعد فیصلہ بدل گیا اور آیت اللہ شاہرودی کی مشکلات دور ہو گئیں۔

(۱۲) **شہیدوں کے فرزندوں کا خیال:** امام خمینی کے دفتر کے ایک رکن، حجۃ الاسلام حسن رحیمیان کہتے ہیں: مومنین و مستضعفین سے امام خمینی کی محبت و عطوفت اتنی ہی عمیق اور حیرت انگیز ہے جتنی ظالموں اور مستکبروں سے آپ کی نفرت۔

کچھ دنوں پہلے کا واقعہ ہے کہ اٹلی کی ایک عیسائی ٹیچر نے امام خمینی کے پاس ایک محبت واحترام سے لبریز خط کے ہمراہ سونے کا ایک ہار تحفہ کے طور پر بھیجا تھا، اس نے خط میں لکھا تھا کہ یہ ہار میری شادی کی یادگار ہے اس لئے مجھے بے حد عزیز ہے لیکن میں آپ سے اور آپ کے مقدس مشن سے اپنی محبت اور احترام کا اظہار کرنے کے لئے اس ہار کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں کیونکہ مجھے آپ کے اندر حضرت عیسیٰؑ کی جھلک نظر آتی ہے۔

ایک مدت تک میں اس ہار کو اپنے پاس رکھے رہا کیونکہ مجھے شک تھا کہ امام خمینی اس تحفہ کو قبول کریں گے یا نہیں آخر کار میں نے وہ ہار خط کے ترجمہ کے ساتھ امام کی خدمت میں پیش کر ہی دیا، آپ نے وہ ہار اپنے قریب رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔ دو تین دن کے بعد ایک چھوٹی سی بچی کو امام خمینی کی خدمت میں لایا گیا جس کا باپ محاذ جنگ پر لاپتہ ہو گیا تھا۔ امام خمینی کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ، آپ بچی کو اپنے زانو پر بٹھا کر اسے اس طرح نوازش فرمانے لگے کہ کبھی اپنے بچوں کے ساتھ بھی اتنی محبت نہیں کرتے تھے، امام اسی حالت میں بچی سے آہستہ آہستہ بات کئے جاتے تھے۔ امام نے نجانے اس بچی سے کیا کہا کہ افسردہ بچی کھل اٹھی اور آپ کی گود میں ہنسنے لگی، بچی کو خوش دیکھ کر امام کے چہرے پر بھی خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی اس کے بعد امام نے وہی ہار اپنے دست مبارک سے بچی کی گردن

میں ڈال دیا۔

(۱۳) **بیت المال کے مصرف میں احتیاط** : بیت المال کے مصرف میں امام کی احتیاط زبانِ زد خاص و عام ہے۔ حجۃ الاسلام ناصری کہتے ہیں : امام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کسی کو میرے دفتر کا فون استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے، البتہ خود شہر نجف کے اندر فون کرنے کی اجازت تھی، لیکن دوسرے شہروں میں وہاں سے فون نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ امام نے حرام قرار دیدیا تھا حتی اپنے دلبند سے بھی فرمایا تھا کہ تمہیں بھی دوسرے شہروں کو فون کرنے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر انقلاب کی خاطر فون کرنا ہوتا تھا مثلاً خبر یا امام کے بیانات منتقل کرتے ہوتے تھے تو اس کی اجازت ہوتی تھی۔

امام کاغذ کے استعمال میں بھی بہت کفایت شعاری سے کام لیتے تھے۔ امام کے دفتر کے ایک ذمہ دار نے ایک لفافے کی پشت پر کچھ لکھ کر امام کی خدمت میں بھیجا۔ امام نے ایک چھوٹے سے کاغذ پر جواب تحریر فرمایا کہ اور اس کے نیچے لکھ دیا کہ تم اس چھوٹے سے ٹکڑے پر بھی اپنی بات لکھ سکتے تھے۔ اس کے بعد سے وہ صاحب ہمیشہ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے ایک تھیلی میں جمع کیا کرتے تھے اور جب امام خمینی کی خدمت میں انہیں کچھ لکھنا ہوتا تھا تو ان ہی ٹکڑوں پر تحریر کرتے تھے، اور امام خمینی بھی اسی کے نیچے جواب لکھ دیا کرتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ امام خمینی جب رات کو بیدار ہوتے تھے اور دفتر میں کوئی بلب روشن پاتے تھے تو اسے خاموش کر دیتے اور دوسرے دن دفتر کے ذمہ داروں کو تنبیہ کرتے تھے کہ بلب کو جلتا کیوں چھوڑ دیا تھا۔

امام خمینی کے موجودہ دفتر کے ایک رکن کہتے ہیں، "..... امام خمینی وضو کرتے وقت ایک قطرہ پانی بھی فالتو بہنے نہیں دیتے تھے، حتی داہنے ہاتھ پر پانی ڈالنے اور سر کے مسح کے درمیانی وقفہ میں بھی نل بند کر دیتے تھے۔

(۱۴) **نفس پر اطمینان، خدا پر توکل** : جن لوگوں کا امام خمینی سے براہ راست واسطہ رہا ہے۔ ان سب کو اعتراف ہے کہ سکون و اطمینان، فیصلہ کی قوت، اپنے اوپر بھروسہ اور خدا کی ذات اقدس پر توکل، امام خمینی کا ناقابل انکار امتیاز تھا۔ اسی طاقتور جذبہ کے باعث سخت سے سخت حالات میں بھی امام کے اوسان خطا نہیں ہوئے۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت کے سامنے پہاڑ کی طرح

ثابت قدم رہے اور اپنے موقف سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے اور آپ کے چہرے پر خوف و ہراس کے آثار ظاہر نہیں ہوئے، چنانچہ جب پولیس آپ کو گرفتار کر کے تہران لے جارہی تھی، امام خمینی کے عشاق گاڑی کے اردگرد کھڑے ہوئے نوحہ و شیون کر رہے تھے جبکہ امام انھیں تسلی و دلاسا دے رہے تھے اور صبر کی تلقین فرما رہے تھے۔ راستہ میں پولیس والوں نے گاڑی کو اصل راستہ سے ہٹا کر صحرا کی جانب موڑ دیا امام کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ آپ کو اسی صحرا میں قتل کرنا چاہتے ہیں پھر بھی آپ میں خوف و ہراس کی جھلک تک نظر نہیں آئی۔ کچھ دیر کے بعد گاڑی دوبارہ اصل راستہ پر آگئی۔ ان کا مقصد فقط امام کو خوفزدہ کرنا تھا۔

جب عراق نے جنگ کے آغاز میں اچانک ایران کے ہوائی اڈوں پر شدید بمباری کی تو عوام میں اضطراب و بے چینی کی لہر دوڑ گئی، لیکن امام نے الٰہی امداد پر پورے یقین کے ساتھ بھروسہ کرتے ہوئے فرمایا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، ایک چور آیا تھا چند پتھر پھینک کر چلا گیا ہے۔ اور جب صدام نے وسیع پیمانے پر بھاری حملہ کیا تو جنگ کے انجام سے بہت لوگ لرز اٹھے اور ان کے اوسان خطا کر گئے لیکن امام خمینی قدس سرہ نے اسے ایک نعمت قرار دیا۔

جب آپ کو اپنے دانشور و دانشمند فرزند کی مشکوک موت کی اطلاع ملی تو نالہ و شیون کے بغیر بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ اسے خداوند عالم کا لطف خفی قرار دیا۔ جب منافقین اور دوسری منحرف و بے دین پارٹیاں جمہوری اسلامی کے اعلیٰ عہدیداروں کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنائے ہوئے تھیں، اس وقت امام خمینی نے فرمایا: اسلام کے تحفظ کے مقابلہ میں ان قربانیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

آیت اللہ طالقانی مرحوم فرماتے تھے: جب میں قم جاتا ہوں تو بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ میں صرف سیاسی مذاکرات کے لئے قم جاتا ہوں، اخبار شور و غل مچانے لگتے ہیں۔ بڑی بڑی سرخیوں میں اس خبر کو نشر کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں جب اپنے اندر کمزوری محسوس کرتا ہوں، بعض اوقات مایوسیوں کا شکار ہو جاتا ہوں تو اس قاطع و مصمم قیادت کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں اور ان کے خلوص و ایمان و توکل سے الہام حاصل کرتا ہوں۔

امام خمینی اپنے الٰہی سیاسی وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں پرسکون دل، مطمئن قلب، مسرور و شادماں روح اور فضل خدا سے امیدوار ضمیر کے ساتھ اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں سے رخصت ہو کر ابدی قیام گاہ کی جانب سفر کر رہا ہوں"

(۱۵) **زندگی میں نظم وضبط :** امام خمینی اپنے تمام امور ایک منظم پروگرام کے تحت انجام دیتے تھے، حتیٰ جلاوطنی کے دور میں بھی امام نے اپنی اس روش کو ترک نہیں فرمایا، امام اپنے کاموں میں اس قدر نظم اور وقت کے پابند تھے کہ آپ کے اہل خانہ آپ کے معمولات سے وقت کا پتہ لگا لیتے تھے، ایک خاتون جو گھر کے کاموں میں امام کی اہلیہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں، کہتی ہیں، جب حاج آقا (امام خمینی) ظہر سے پہلے اپنے مطالعہ کے کمرے سے وضو کرنے کے لئے باہر نکلتے تھے تو میں سمجھ لیتی تھی کہ اب کھانا تیار کرنے کا وقت قریب آگیا ہے لہٰذا فوراً باورچی خانہ میں جاکر کھانے کے انتظام میں مشغول ہو جاتی تھی۔

خواہر دباغ کہتی ہیں، امام وقت کے اتنے پابند تھے کہ پیرس میں جب امام نماز کے لئے تشریف لاتے تھے تو آپ کے فرانسیسی محافظ اپنی گھڑی آپ کی آمد سے ملاتے تھے کیونکہ امام ہمیشہ ایک معینہ وقت پر باہر آتے تھے۔

امام خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم اپنی زندگی میں روزمرہ کے اعمال کو منظم بنالیں تو ہماری فکر بھی منظم ہوجائے گی امام خمینی نے یہ نظم وضبط اپنے جد بزرگوار امیر المومنین حضرت علیؑ سے سیکھا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے بچوں سے وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اوصیکم بتقوی اللہ ونظم امورکم"

(۱۶) **اپنا کام خود انجام دیتے تھے :** امام ہمیشہ اپنا کام خود ہی انجام دیتے تھے حتیٰ اپنے گھر کے قریبی ترین افراد سے بھی اپنا کام نہیں لیتے تھے۔ عمر کے آخری ایام تک باورچی خانہ میں جاکر خود اپنے ہاتھوں سے چائے بناتے تھے۔

(۱۷) **تعیش سے دوری :** امام کا ایک اہم امتیاز آپ کی تزک بھڑک سے دور سادی زندگی ہے۔ مرجعیت سے پہلے اور مرجعیت کے بعد، انقلاب سے پہلے اور انقلاب کے بعد — جبکہ ملک کے تمام وسائل آپ کے قبضہ میں تھے — آپ ایسی ہی سادہ زندگی بسر کرتے رہے اور اس میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ ہر قسم کے تکلف و تعیش سے دور آپ کی سادی زندگی کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی جاچکی ہیں ہم یہاں فرانسیسی جریدہ "لوموند" کے نامہ نگار کے بیان پر ہی اکتفا کرتے ہیں، وہ لکھتا ہے:-

"... اس وقت میں آیت اللہ کے حضور میں ایک ۲×۲ میٹر کے کمرے میں بیٹھا ہوا ہوں یہ گھر نجف کے دور ترین محلہ میں واقع ہے، نجف وہ شہر ہے جو جغرافیائی اعتبار سے

عراق کا بدترین صحرائی علاقہ ہے ....

نجف کی ان ہی تنگ گلیوں میں آیت اللہ خمینی کا فقیرانہ گھر ہے، یہ گھر نجف کے غریب ترین افراد کے گھر کے مانند ہے۔ تین کمروں پر مشتمل اس گھر میں آپ کے ساتھ رہنے والے ۱۲ افراد زندگی بسر کرتے ہیں ....."

یہ نجف میں آپ کے گھر کی حالت تھی۔ پیرس میں بھی آپ ۶۰ مربع میٹر پر مشتمل گھر میں گزارہ کرتے تھے۔ تہران آنے کے بعد مدرسہ علوی میں قیام فرمایا۔ قم جا کر چند کمروں پر مشتمل ایک منزلہ گھر میں زندگی گزاری اور جب دوبارہ تہران تشریف لائے تو جماران میں انتہائی معمولی سا گھر کرایہ پر لیا اور زندگی کے آخری لمحات تک اسی گھر میں رہے۔

یہ سادہ زندگی انسان کو امیرالمومنین حضرت علیؑ کے اس قول کی یاد دلاتی ہے :-

فرض علی ائمۃ العدل ان یقدروا انفسھم بضعفۃ الناس کی لایتبیغ بالفقیر فقرہ

خداوند عالم نے عادل قائدوں پر واجب کیا ہے کہ وہ غریبوں جیسی زندگی گزاریں تاکہ غریبوں کے لئے غربت برداشت کرنا آسان ہو جائے۔

(۱۸) شجاعت : عارف اور خدا شناس انسان شجاع ہوتا ہے، وہ خدا کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ قائد انقلاب اسلامی امام خمینی چونکہ "عارف واصل" تھے لہٰذا شجاعت بھی آپ کا لازمہ تھی، امام کی شجاعت کے متعلق بہت سے نمونے پیش کئے جا سکتے ہیں، چند نمونے ملاحظہ ہوں :-

(۱) جب انقلاب کی کامیابی کے ایک دن پہلے (۱۰ فروری کو) تہران کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے ۴ بجے کے بعد سے کرفیو لگنے کا اعلان کیا اور یہ دھمکی دی کہ جو بھی گھر سے نکلے گا گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ امام نے اپنے چند ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ سب پر واجب ہے کہ وہ کرفیو کے معین شدہ وقت میں سڑکوں پر نکل آئیں اور ثبات قدم کے ساتھ ڈٹے رہیں، امام کے ساتھیوں کو اس کا خطرہ تھا کہ کہیں فوج امام کی قیام گاہ پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ لہٰذا وہ لوگ امام کی قیام گاہ کی پشت پر ایک محفوظ مکان میں امام کو منتقل کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جب امام کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جاتا ہے تو آپ فرماتے ہیں :-

"میں اس کمرے سے نہیں ہٹوں گا، تم لوگ ڈرتے ہو تو چلے جاؤ"

(۲) شہید آیت اللہ سعیدی ناقل ہیں کہ میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا، لوگ آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے،

امام نے فرمایا، اگر سارے جن وانس ایک طرف ہو جائیں اور میں ایک طرف پھر بھی اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

③ سنہ ۱۹۶۳ء میں جیل سے رہائی کے بعد امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے مسجد اعظم میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: واللہ میں اپنی پوری عمر میں کبھی نہیں ڈرا، جس شب مجھے وہ لوگ گرفتار کرکے لے جا رہے تھے خود وہی لوگ ڈر رہے تھے، اور میں انھیں تسلی دے رہا تھا۔

④ امام خمینی باوجودیکہ بین الاقوامی شخصیت کے مالک تھے اور فطری طور پر آپ کے دشمن بھی بہت تھے نماز جماعت اور دیگر اجتماعات میں کسی محافظ کے بغیر شریک ہوتے تھے۔ پیرس میں قیام کے دوران ایک دن فرانسیسی پولیس نے دیکھا کہ آپ صبح کے وقت تن تنہا نوفل لوشاتو کی سڑکوں پر چہل قدمی کر رہے ہیں یہ دیکھ کر انہیں بڑا تعجب ہوا۔

⑤ جس دن آپ ایران تشریف لاتے ہیں ابھی شاہی حکومت باقی تھی اور مارشل لاء لگا ہوا تھا لیکن آپ نے بہشت زہرا کے قبرستان میں لاکھوں افراد کے سامنے اعلانیہ طور پر کہا: میں خود حکومت معین کروں گا میں اس حکومت کا منہ توڑ دوں گا...

⑲ **ستمگروں سے سخت برتاؤ:** امام خمینی نے ظالموں اور ستمگروں سے کبھی مفاہمت نہیں کی ان کے لئے کبھی بھی نرم لہجہ استعمال نہیں کیا، خواہ وہ ایران کی زندگی ہو یا عراق و ترکیہ وغیرہ میں جلاوطنی کا دور، دو نمونے ملاحظہ ہوں:-

① جب بعثی حکومت نے عراق سے ایرانیوں کو نکالنا شروع کیا، انھیں عراق چھوڑنے کے لئے صرف چھ دن کی مہلت دی امام خمینی نے دیکھا کہ بعثی حکومت ایرانیوں کو اذیت پہنچا کر ان کے گھر اجاڑ رہی ہے اور انھیں دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر رہی ہے، آپ نے بھی عراق سے چلے جانے کا فیصلہ کیا، جبکہ حکومت عراق آپ کو عراق میں روکنا چاہتی تھی۔ چنانچہ بعثی حکومت نے اپنے نمائندے امام کی خدمت میں بھیجے تاکہ وہ آپ سے ملاقات کرکے آپ کے اس فیصلے کو تبدیل کروا دیں۔ وفد میں صدام کا معاون علی رضا بھی موجود تھا جس کی قساوت و سنگدلی مشہور عام تھی، لیکن امام نے اس وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ لوگ علی رضا کی سفاکی و خونریزی سے اچھی طرح واقف تھے، لہٰذا وہ امام کے اس اعلان سے دہشت میں پڑ گئے، علماء اور عوام نے امام کے ایک صاحب شیخ نصر اللہ خلخالی مرحوم سے

درخواست کی کہ وہ امام کے پاس جاکر آپ کو اس وفد سے ملاقات کے لئے راضی کریں۔ امام نے حاج شیخ نصر اللہ خلخالی سے فرمایا: ٹھیک ہے میں اس سے ملاقات کرلوں گا لیکن اس کی ساری ہیبت و تمکنت کو خاک میں ملادوں گا، تاکہ وہ یہ نہ سوچے کہ جب چاہے بغداد سے آکر مجھ سے ملاقات کرسکتا ہے۔ جب علی رضائی کی قیادت میں یہ وفد امام خمینی کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے صاف صاف لفظوں میں فرمایا: تم لوگوں نے یہودیوں سے بھی برا سلوک کیا ہے کہ جب یہودیوں کو عراق سے نکالا جارہا تھا انھیں چھ ماہ کی مہلت دی گئی تھی کہ وہ اس عرصہ میں اپنا انتظام کرسکیں اور اس چھ ماہ کی مدت کے گزر جانے کے بعد بھی انھیں مہلت دی گئی، جبکہ ایرانیوں کو تم لوگوں نے صرف ۶ دن کی مہلت دی ہے اور پھر تم لوگوں کو دینی طالب علموں سے کیا سروکار ہے؟

(۲) حجۃ الاسلام شیخ صادق خلخالی ناقل ہیں کہ شاہ نے کسی مناسبت سے سید جلال الدین تہرانی -- جو بعد میں شورائے سلطنت کے رکن نے اور ... برس میں امام خمینی کے حکم سے آپ کی خدمت میں اپنا استعفیٰ پیش کردیا ... کو ایک اور شخص کے ہمراہ امام خمینی کی خدمت میں ... رسا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ سید جلال نے امام سے خصوصی ملاقات کی خواہش کی امام نے فرمایا ہماری اس بزم میں کوئی غیر نہیں سب اپنے ہیں جو کچھ کہنا ہے یہیں کہو۔ سید جلال نے شاہ کا سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا کہ شاہ کا کہنا ہے کہ ہم شیعہ ہیں، ملک کے لئے بھی نظم و قانون ضروری ہے اور آپ بھی یہ مانتے ہیں کہ دستور اساسی محترم ہے اور ....

امام نے سید جلال کی باتیں سننے کے بعد فرمایا: شاہ سے پوچھو پھر یہ فیضیہ کا حادثہ کیا تھا، ساواک کے کسانوں کے بھیس میں ساواکیوں نے فیضیہ پر حملہ کیوں کیا؟ یہ سب کچھ شاہ کے حکم سے ہوا تھا۔ کیا اسی طرح علماء کا احترام کیا جاتا ہے اور ....

سید جلال کے ساتھی نے خود سید جلال سے کہا: آقا، شاہ اور قانون کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کو کچھ اعتراضات بھی ہیں۔

امام نے فرمایا: "نہیں، ایسا نہیں ہے۔ مجھے شاہ سے شکایت ہے"۔ جب اس جملہ سے بات واضح نہیں ہوئی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: مجھے اس شاہ سے نفرت ہے۔

(۲۰) دوستوں کے ساتھ احسان: اس سلسلہ میں بھی بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ چنانچہ

حجۃ الاسلام فحام، آیت اللہ حاج شیخ مرتضیٰ حائری مرحوم کی زبانی نقل کرتے ہیں کہ: جب ہمارے والد (آیت اللہ العظمیٰ عبدالکریم حائری) کا انتقال ہوگیا تو امام مجھے اور میرے بھائی کو خمین گھمانے کے لئے لے گئے تاکہ والد کے فراق کا غم کچھ ہلکا ہو جائے، اور واپس آکر ہم لوگوں کو پچاس پچاس تومان بھی دیئے۔

ایک محترم عالم دین اپنے والد کے انتقال کے بعد بڑی غربت و عسرت کی زندگی گزار رہے تھے جب امام خمینی کو خبر ملی تو آپ نے ایک تیسرے شخص کے ذریعہ ان عالم کے پاس تین ہزار تومان بھیجا تاکہ وہ یہ نہ سمجھ سکیں کہ یہ پیسہ آقای خمینی نے بھیجا ہے۔

اعلم دوراں آیت اللہ العظمیٰ اراکی فرماتے ہیں: ایک وقت مجھے پیسہ کی ضرورت تھی، حرم حضرت معصومہ میں اس کی خبر امام خمینی کو مل گئی آپ نے فوراً کسی سے قرض لے کر میری حاجت دور کر دی۔

یاد رہے کہ یہ تمام واقعات امام کی مرجعیت کے پہلے کے ہیں۔ اس وقت آپ صرف حوزہ علمیہ قم کے ایک استاد کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔

(۲۱) **ریاکاری سے نفرت:** آپ کے شاگردوں کا اتفاق ہے کہ امام خمینی نفاق اور ریاکاری سے متنفر تھے، باوجودیکہ آپ "ذاکر" تھے یعنی ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے لیکن اپنے شاگردوں کے سامنے تسبیح گھمانے اور ذکر کرنے سے اجتناب فرماتے تھے، اپنے کو غریب و نادار ظاہر کرنے کے بھی خلاف تھے باوجودیکہ آپ برسوں ۴ ہزار تومان کے مقروض تھے لیکن اپنا ظاہری حلیہ ٹھیک ٹھاک رکھتے تھے، اپنے کو زاہد ثابت کرنے کی کوشش نہیں فرماتے تھے۔

(۲۲) **شہرت اور مدح سرائی سے گریز:** امام خمینی کو اپنی شہرت اور مدح و ثنا قطعی پسند نہ تھی آپ کو ہرگز یہ خواہش نہ تھی کہ ہر جگہ آپ کا نام لیا جائے اور ہر مقام پر آپ کی تصویر نظر آئے یا راستہ چلتے وقت لوگ آپ کے آگے پیچھے چلیں۔ انقلاب کے بعد بھی آپ کو اس بات کا سخت افسوس تھا کہ آپ کی تصویر اور آپ کا نام بار بار اخبارات اور ٹیلی ویژن کی زینت بنا کرتا ہے آپ ہمیشہ اس کی شکایت کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: "جب میں ریڈیو یا ٹیلی ویژن کھولتا ہوں اور ہر وقت اپنا نام یا تصویر دیکھتا ہوں تو مجھے ناگوار گزرتا ہے۔" اسی طرح آپ نے ایک پیغام میں اخبارات کو متنبہ بھی فرمایا تھا کہ خوامخواہ وقت بے وقت آپ کا نام اور آپ کی تصویر شائع نہ کیا کریں۔

ایک مرتبہ ملک کے ایک نامور خطیب نے آپ کے سامنے آپ کی مدح سرائی کی تو آپ نے تقریر کے بعد بھرے مجمع میں اس خطیب پر اعتراض کیا اور آئندہ اس عمل سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔

(۲۳) تواضع : اتنی عظمت کے مالک ہونے کے باوجود امام خمینی تواضع و فروتنی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ یہ تواضع آپ کے تمام بیانات سے نمایاں ہے۔

آپ، اپنے کو کبھی ایک معمولی طالب علم اور کبھی خدمت گزار کہتے تھے، کبھی فرماتے تھے: "مجھے رہبر نہ کہو، ہمارا رہبر وہ ۱۲ سالہ فداکار بچہ (شہید فہمیدہ) ہے"۔ کبھی غازیان اسلام سے مخاطب ہو کر ان کے ہاتھوں کو چومنے کی آرزو فرماتے تھے، کبھی پارلیمنٹ کو مخاطب کر کے جنگی مہاجرین کو اپنے سے افضل قرار دیتے تھے۔ جب کسی شہید کا بچہ آپ کو خط لکھتا تھا تو آپ اپنے قلم سے اسے جواب تحریر فرماتے تھے۔

آپ کے بڑے بھائی آیت اللہ پسندیدہ کا بیان ہے کہ امام اپنی پوری زندگی میں صرف دو مرتبہ مجھ سے آگے چلے ہیں اور اس کے بھی کچھ اسباب تھے ورنہ وہ ہمیشہ بڑے بھائی کے احترام میں مجھ سے پیچھے چلتے تھے۔ اس حد تک وہ بڑے بھائی کا احترام فرماتے تھے۔

ملکوت اعلیٰ کی طرف سفر

آہ ــــ! مسلمانوں کے اس عظیم امام اور حریت پسندوں کے اس بے لوث قائد کی عظیم روح، انسانوں کو جہل، خرافات، استحصال، استعمار اور غلامی سے نجات دلانے کے لئے پیہم جہاد و مبارزہ کے بعد، ۳، جون ۱۹۸۹ء مطابق ۲۸ شوال ۱۴۰۹ھ بوقت ۱۰ بجکر ۲۰ منٹ، تنبگ شب ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

جمہوری اسلامی ایران کے ریڈیو سے یہ خبر نشر ہوتے ہی کہ "عالم اسلام کے دھڑکتے ہوئے دل امام خمینی کی روح ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی ہے۔" گلی کوچے اور سڑکیں انسانوں کے نالہ و شیون سے گونج اٹھیں، کیا بچے اور کیا بوڑھے سبھی اپنے سروں پر یتیمی کا سایہ محسوس کرنے لگے، چند ہی لمحوں میں ملک کا نقشہ بدل گیا۔ ہر شخص سیاہ لباس میں ملبوس ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر آنسو بہا رہا تھا۔ کوئی سر پیٹ رہا تھا کوئی سینہ، ہر طرف سے وا اماما! وا املا! کی صدا بلند تھی۔

حکومت نے چالیس دن تک سوگ منانے کا اعلان کیا۔ ہر شخص اپنے امام اور اپنے والی و ہمدرد کا آخری دیدار کرنے کے لئے بے چین تھا چنانچہ آپ کے جسد اقدس کو حجۃ الاسلام توسلی نے غسل دیا اور کفن پہنا کر تہران کی عظیم عبادت گاہ (عیدگاہ) مصلائے قدس کے میدان میں شیشہ کے کیس میں رکھ کر عوام کے آخری دیدار کے لئے رکھ دیا گیا۔ تقریباً ۲۶ گھنٹے تک جنازہ شیشہ کے کیس میں رکھا رہا۔ لاکھوں سوگواروں نے سر و سینہ پیٹ کر اپنے محبوب امام کو الوداع کہا۔

۶ جون صبح ½ ۷ بجے آیت اللہ گلپائگانی کی امامت میں ایک کروڑ کے مجمع نے آپ کے جسد مطہر پر نماز پڑھی، اور پھر تاریخ بشریت کی عدیم المثال تشییع کے بعد آپ کو لاکھوں سوگواروں کے ماتم و گریہ زاری کے درمیان سپرد خاک کر دیا گیا۔

طبتم و طابت الارض التی فیها دفنتم